

72315 - صرف کمپنی کے منافع سے زکاة نکالنے کے متعلق سوال

سوال

میں ڈیکوریشن شیشہ بنانے والی کمپنی کا مالک ہوں، میرے سوال زکاة سے متعلق ہیں، وہ اس طرح کہ میں صرف منافع کی زکاة ادا کرتا ہوں اور اس میں سے بھی تیس فیصد (30%) ٹیکس نکال کر، کیا اس طریقہ سے میرا زکاة نکالنا صحیح ہے؟

کیونکہ جب سے مجھے کچھ دوستوں نے بتایا ہے کہ اس طرح زکاة کی ادائیگی صحیح نہیں مجھے اپنے اس معاملہ میں اس وقت سے پریشانی لاحق ہے، یہ علم میں رہے کہ کمپنی کے کام کا طریقہ کاریہ ہے کہ گاہک کے ساتھ ڈیزائن دار اور رنگین شیشے کے گنبد اور کھڑکیاں بنانے کا معاہدہ ہوتا ہے، اور ہم باہر سے خام مال، شیشہ، سیسہ اور کاویہ وغیرہ منگوا کر سٹور کرتے ہیں اور یہ خام مال پروڈکشن میں استعمال ہوتا ہے اور کچھ سٹور ہو جاتا ہے جو کہ مالی سال کے آخر تک موجود ہوتا ہے اور سال کے آخر میں سالانہ انوینٹری کے بعد کمپنی کے مالی مرکز کو اس کی فہرست جاری کر دی جاتی ہے، جو اس سال کے منافع کی تفصیل جاری کرتا ہے اور میں اسی نفع میں سے زکاة دیا کرتا ہوں۔

میرے درج ذیل سوالات ہیں:

کیا زکاة صرف منافع پر نکالی جائے گی، یا کہ رأس المال پر؟

یا پھر کمپنی کے مالی مرکز کی فہرست میں بیان کردہ مالک کے حقوق پر زکاة ادا کی جائیگی؟

کیا نفع کی مد سے حاصل کردہ رقم میں سے محکمہ زکاة و آمدنی کو ادا کیا گیا ٹیکس زکاة کی ایک قسم شمار ہو گا؟
برائے مہربانی مجھے زکاة نکالنے کا صحیح طریقہ بتائیں، کیونکہ میں اپنے اس معاملہ میں پریشان ہوں، اللہ تعالیٰ سے میری دعا ہے کہ وہ میری صحیح اور سیدھے راستے کی راہنمائی فرمائے تا کہ پچھلے برسوں میں کی گئی اپنی کوتاہی اور غلطی کو دور کروں، یا پھر اگر میرا فعل صحیح تھا تو میرا دل مطمئن ہو سکے۔

پسندیدہ جواب

الحمد لله.

اللہ تعالیٰ سے ہماری دعا ہے کہ وہ آپ کو دینی احکام کے متعلق سوال کرنے پر جزائے خیر عطا فرمائے، ہر مسلمان شخص پر واجب بھی یہی ہے کہ وہ بغیر کسی تاخیر اور تردد کے اپنے دینی احکام کے متعلق سوالات کرتا رہے۔

آپ کے سوال کا جواب یہ ہے:

اول:

آپ کی یہ کمپنی صنعتی تجارتی کمپنی ہے، اور صنعتی تجارتی کمپنیوں میں تجارتی سامان پر زکاة واجب ہوتی ہے، اور کمپنی کے آلات، اور مشینوں اور گاڑیوں، اور عمارت اور اس سامان پر جو استعمال کے لیے ہو زکاة واجب نہیں ہوتی صرف اس چیز پر ہو گی جو نفع پر فروخت کے لیے ہو۔

اس کی تفصیل جاننے کے لیے آپ سوال نمبر (74987) اور (69916) کے جوابات کا مطالعہ کریں۔

اس لیے سال کے آخر میں زکاة کی ادائیگی کا طریقہ درج ذیل ہوگا:

آپ کمپنی کے سٹور میں خرید کردہ سارا وہ مال شمار کریں جو فروخت کرنے کی غرض سے خریدا گیا ہے، اس میں (شیشہ، سیسہ، ٹانکا۔۔۔ وغیرہ الخ) یہ سب اشیاء شامل ہونگی، سال کے آخر میں ان اشیاء کی قیمت لگائی جائے اور قیمت لگاتے وقت قیمت خرید کو مدنظر نہیں رکھا جائے گا بلکہ مارکیٹ کی موجودہ قیمت لگائی جائے گی۔

اور اس میں وہ رقم بھی شامل کی جائے گی جو کمپنی کے پاس یا بنک میں ہے۔

اور اس میں وہ ادھار اور قرض بھی شامل کیا جائے گا جو آپ نے لوگوں سے لینا ہے، اور جس کے حصول کی آپ کو امید ہے، پھر اس ساری رقم سے اڑھائی فیصد (2.5%) کے حساب سے زکاة نکالی جائے گی۔

دوم:

اور دوران سال کمپنی کے منافع کو دو قسموں میں تقسیم کرنا ممکن ہے:

الف: گاہکوں کو شیشہ فروخت کرنے سے حاصل ہونے والا منافع

اس منافع میں زکاة واجب ہے، اور اس کے لیے نیا سال شمار کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ اس کا سال وہی ہو گا جو اس المال کا ہے جس سے آپ نے وہ مال خریدا تھا، بشرطیکہ وہ اس المال نصاب تک پہنچتا ہو۔

دیکھیں: المغنی از ابن قدامہ مقدسی (75 / 4)

ب: یعنی خام مال پر محنت کرکے حاصل ہونے والا منافع (یعنی اسے جوڑنے اور بنانے کی اجرت شمار کرنا ممکن ہے) تو اگر یہ منافع نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاة واجب ہو گی۔

عملی طور پر دونوں قسم کے نفع میں فرق کرنے میں مشکل پیش آ سکتی ہے اس لیے افضل یہ ہے کہ سارے منافع پر رأس المال والے سال کے آخر میں ہی زکاة ادا کر دی جائے، تو اس طرح جو تجارتی سامان کا منافع ہو گا اس کی

زکاة تو آپ نے اس کے وقت (سال پورا ہونے) پر ادا کردی، اور جو کام کی مزدوری اور اجرت پر منافع تھا اس کی زکاة آپ نے پیشگی ادا کردی، کیونکہ وقت سے قبل پیشگی زکاة ادا کرنی جائز ہے۔

سوم:

اور جو منافع سال کے دوران خرچ کیا جا چکا ہے اور سال کے آخر تک باقی نہیں رہا اس پر کوئی زکاة نہیں۔

چہارم:

کمپنی کے تجارتی سامان کیلئے سال کی تحدید کمپنی کی بنیاد کے وقت، یا خام مال کی خریداری کے وقت سے شروع نہیں ہوگا، بلکہ اس نقد رقم سے سال شمار ہو گا جس کے ساتھ آپ نے خام مال کی خریداری کی ہے۔

مثلاً: اگر آپ محرم کے مہینہ میں نصاب کے مالک بن گئے اور کمپنی کی بنیاد رجب کے مہینہ میں رکھی گئی اور خال مال آپ نے رمضان میں خریدا اور کام شروع کر دیا، تو کمپنی کے سامان کا سال محرم کے مہینہ میں ہو گا نہ کہ رمضان المبارک میں۔

چنانچہ شیخ ابن عثیمین رحمہ اللہ تعالیٰ کہتے ہیں:

"آپ کو علم ہونا چاہیے کہ تجارتی سامان کا سال اس کی خریداری کے بعد شروع نہیں ہوتا بلکہ اس کا سال اصل مال کا ہو گا، کیونکہ وہ راس المال سے عبارت ہے جسے آپ نے سامان میں تبدیل کر دیا ہے، تو اس طرح سامان تجارب کا سال آپ کے پہلے مال والا سال ہو گا " انتہی

دیکھیں: مجموع فتاویٰ ابن عثیمین (18 / 234)

اس کی مزید تفصیل دیکھنے کے لیے آپ سوال نمبر (32715) کے جواب کا مطالعہ کریں۔

پنجم:

اور رہا مسئلہ ٹیکس نکالنے کے بعد زکاة کا حساب کرنا:

اگر تو سال مکمل ہونے سے قبل ٹیکس نکال کر ادائیگی ہوتی ہے تو آپ کا طریقہ صحیح ہے، کیونکہ ٹیکس کی شکل میں ادا کردہ رقم پر سال پورا نہیں ہوا۔

لیکن اگر یہ ٹیکس سال پورا ہونے کے بعد ادا کیا گیا ہو تو احتیاط اسی میں ہے کہ اس کی زکاة ادا کی جائے تا کہ آپ بری الذمہ ہو جائیں، اس ظالمانہ ٹیکس کی ادائیگی سے آپ کی زکاة ساقط نہیں ہو گی۔

ششم:

اور ٹیکس کو زکاة شمار کرنا جائز نہیں ہے، کیونکہ زکاة کے لیے محدود اور معین مصارف ہیں، جنہیں اللہ سبحانہ و تعالیٰ نے مندرجہ ذیل فرمان میں بیان کیا ہے:

(إِنَّمَا الصَّدَقَاتُ لِلْفُقَرَاءِ وَالْمَسْكِينِ وَالْعَامِلِينَ عَلَيْهَا وَالْمُؤَلَّفَةِ قُلُوبُهُمْ وَفِي الرِّقَابِ وَالْغَارِمِينَ وَفِي سَبِيلِ اللَّهِ وَأَبْنِ السَّبِيلِ فَرِيضَةً مِّنَ اللَّهِ وَاللَّهُ عَلِيمٌ حَكِيمٌ)

زکاة تو صرف فقراء، مساکین، اور اس پر کام کرنے والے، اور تالیف قلبی کیلئے، اور غلام آزاد کرانے میں، اور قرض داروں کے لیے، اور اللہ کے راستے میں، اور مسافروں کے لیے ہے، یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے فرض کردہ ہے، اور اللہ تعالیٰ علم والا اور حکمت والا ہے۔ التوبہ/ 60

اور ٹیکس ان مصارف میں صرف نہیں کیے جاتے، اور ویسے بھی کہ حکومتیں ٹیکس کو زکاة کی مد میں وصول ہی نہیں کرتیں۔

دائمى فتوىٰ کمیٹی کے علمائے کرام کہتے ہیں:

" عمارت کا ٹیکس لینا زکاة کا بدل نہیں ہوسکتا، اور اس کی آمدن نصاب کو پہنچے اور اس پر سال گزر جائے تو زکاة واجب ہوگی ٹیکس کی وجہ سے ساقط نہیں ہوگی " مختصراً

ماخوذ از: فتاوى اللجنة الدائمة (9 / 339)

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (2447) کا جواب دیکھیں۔

دائمى فتوىٰ کمیٹی کے علماء کرام سے مندرجہ ذیل سوال کیا گیا:

میں ٹمبر سٹور کا مالک ہوں اور دکان میں موجود سامان پر سال گزر چکا ہے اور موجودہ سامان پر قرضہ بھی ہے جو کہ ادھار خریدا گیا ہے کچھ قیمت ادا کی جا چکی ہے اور باقی ادھار ہے اس کے علاوہ دکان کا کرایہ ، سالانہ لائسنس کی فیس، ٹیکس، انشورنس، اور اسی طرح ملازمین کی تنخواہیں بھی ہیں تو اس کی زکاة کی ادائیگی میں علماء کرام کیا فرماتے ہیں؟

کمیٹی کے علماء کا جواب تھا:

" برائے فروخت لکڑی اور دیگر سامان کی قیمت نصاب زکاة تک پہنچ جائے یا آپ کے پاس نقد رقم اور دوسرے تجارتی

سامان کو ملا کر نصاب کو پہنچ جائے تو سال گزرنے پر اس میں زکاة واجب ہوگی، قرضہ، کرایہ اور فیسیں، ٹیکسز، انشورنس، تنخواہیں وغیرہ سے زکاة کی ادائیگی ختم نہیں ہوگی" انتہی

دیکھیں: فتاویٰ اللجنة الدائمة (9 / 348)

ہفتم:

گزشتہ برسوں کی زکاة کے متعلق یہ ہے کہ: آپ ہر برس کی زکاة کا اندازہ لگائیں اور جو آپ کے ذمہ باقی ہے وہ ادا کردیں، کیونکہ زکاة نکالنے کی کیفیت سے لا علمی وجوبِ زکاة کو ختم نہیں کرسکتی، وہ آپ کے ذمہ قرض ہے اسے ادا کرنا ضروری اور واجب ہے۔

مزید تفصیل کے لیے سوال نمبر (69798) کا جواب دیکھیں۔

واللہ اعلم .